یہوداور یہودیت۔قوم بنی اسرائیل کا قومی مذہب

*عشرت جمیل

**ڈاکٹر طاہرہ بشارت

There has always been a constant struggle to accept or reject religious beliefs. Till today, this debate has been the core of all issues. Israelites were among those nations who were bestowed with benevolence of God. They were considered the chosen few and the seeds of the world. But as they were impolite and disobedient, they were damned for good. Judaism was the only sacred religion at the start of that time. Taurat and Ten Commandments were revealed to this nation. But they not only denied Taurat's many verses and orders but also brought huge changes in it. In this way they are still wallowing in darkness. Israelites, Jews and Judaism are a term linked with a nation who calls themselves the beloved and adorable nation of Almighty Allah. The following article fairly enough represents their history, lineage, rise and fall, their descendants and every aspect of their eventful history.Jews according to their race are Israelites. They claim that they're the chosen seed'. Although, it is wrong but not groundless. because Bible declares them so, they came from Mesopotamia, settled for some time in 'Kanan'. But in1750 B-C, twelve tribes of Jews migrated to Syria due to famine. The old name of Jews is 'Banu_Israel' which means 'God's man. Those nations who accepted their religion, either they lost their individuality orremained aloof from them racially but remained obedient to their religion. When they suffered from downfall, then Judaism came to surface and established.

مذہب سے انسان کا تعلق ابتدائے آفرینش سے ہے لیکن گردشِ حالات اور مرورِ زمانہ کے ساتھ مذہب اور مذہبی نظریات وتصورات میں بھی تغیر وتبدّل ہوتا رہا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تبدیلیاں اور تغیرّات کیوں پیدا ہوئے؟ انسان نے کس طرح یہ مذہبی راستے عبور کئے؟ ان دشوار گزار راہوں میں اس نے کتنی ٹھوکریں کھائیں؟ کیونکہ کامیاب ہوا؟ کہاں ناکام رہا؟ کیسے آہستہ آہستہ کائنات کے سربستہ رازوں سے

* لیکچرر، گورنمنٹ کالج گلشن کالونی، فیصل آباد

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

پردہ ہٹاتے ہوئے اس نے مذہب کی گہرائیوں کو پالیا؟ اور کب اور کیسے اس کی اخلاقی وروحانی بلندیوں کو چھولیا؟ کہاں اسے زوال اور پستیوں کا سامنا کرنا پڑا؟ اور کب وہ جہالت کے گہرے اندھیروں میں ڈوب گیا؟ ان سوالات پر مبنی یہ ایک طویل اور منتشر داستان ہے جس کے تحت یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا مذہب کی طرف جھکاؤ اور خصوصی لگاؤ ہر دور اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی طرح مسلم رہا ہے چاہے وہ اس کو قبول کرتے ہوئے اس کا اظہار کرے یا نہ کرے وہ تصورِ خدا سے متعارف ہو یا نہ ہو لیکن سماجی' معاشی' اخلاقی' سیاسی غرض یہ کہ ہر لحاظ سے وہ اچھائی کا طلبگار اور برائی سے متنفر نظر آتا ہے دین و مذہب کا احترام نیک فطرت افراد میں فطری طور پر ہوتا ہے (اسی کی تائید قرآن نے سورت آل عمران آیات نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۵ میں کی ہے) چنانچہ مذہب سے جذباتی اور فطری لگاؤ نے شعور کو جھنجھوڑا کہ وہ قوم جس کے لئے رب اللعالمین خود پکار کر کہتا ہے کہ

''یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ'' [1]

اور جو خود بھی اپنے آپ کو چہیتی، لاڈلی، اللہ رب العزت کی من چاہی و من پسند قوم اور اس کے منتخب بندے ظاہر کرے تو یہ لوگ اصل میں ہیں کون؟ قرآنِ حکیم جیسے مکمل دستور العمل کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ جس قوم کے حالات، واقعات، تاریخ، عادات وخصائل، ان کی اِسلام دشمنی، اجتماعی اِرتداد اور مفسدانہ ذہنیت وخیالات سے بھرا ہوا ہے آخر یہ کون لوگ ہیں؟ ان کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟ زندگی کے جملہ معاملات میں ان کا عمل اور برتاؤ کیا ہے؟ ان کا مذہبی رجحان کیا ہے؟ اور انھوں نے بنی اسرائیل سے یہودیت کا سفر کیسے طے کیا؟ اور اب انھیں (الذینَ ھا دوا) (اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو) کے الفاظ سے کیوں پکارا جانے لگا؟ وہ کیا وجوہات واسباب تھے؟ جنھوں نے انھیں پسندیدہ سے ناپسندیدہ اور آلِ یعقوب و بنی اسرائیل سے یہود کے نام وتعارف تک پہنچا دیا چنانچہ لازم ہے کہ ان کا بھرپور اور مکمل مطالعہ کیا جائے اور ان کی مکمل تاریخ کا جائزہ جائے علمائے تاریخ کا اتفاق ہے کہ سلسلئہ توالد و تناسل حضرت نوحؑ سے چلا ان کے تین بیٹے تھے (حام، سام اور یافث) اس لحاظ سے تمام بنی نوع انسان حضرت نوحؑ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: (وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ) [2]

ابنِ شفتہ لکھتے ہیں: (فجمیع الناس من ولد نوح وفارس الروم، وحام السودان، ویافث ابو الترک، یاجوج وماجوج والفرنج والقبط من ولد قوط بن حام، و کذلک کنعان، فانه کنعان بن ماریع ابن حام وقیل: کنعان من ولد سام) [3] (پس تمام لوگ اولادِ نوح سے ہیں سام عرب، فارس اور روم کے باپ ہیں اور یافث ابوالترک کے ہیں یاجوج، ماجوج فرنج اور قبط قوط بن حام کی اولاد ہیں اس طرح کنعان بن ماریع بن حام ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کنعان اولادِ سام سے ہیں) حضرت ابراہیمؑ بن تارح کا نسب نامہ سام بن نوح پر جا کر ختم ہو جاتا ہے تارح جسے آذر کہتے ہیں بروایتِ تورات اس کے تین لڑکے ابراہیم، ناحور اور ہاران تھے حضرت لوطؑ ہاران کے بیٹے تھے۔ [4]

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سب سے پہلے ان کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے پھر ان کی پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے (جو ان کی چچازاد بہن بھی تھیں) حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے قنطورا بنتِ یقطن کنعانیہ سے شادی کی جن کے بطن سے ان کی چھ اولادیں مدین، زمران، سرج، یقشان، نشق اور ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اب تک معلوم نہیں ہوسکا قنطورا کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے حجون بنتِ امین سے عقد کیا جن کے بطن سے ان کے پانچ لڑکے کیسان، سورج، امیم، لوطان اور نافس پیدا ہوئے ۵

حضرت ابراہیمؑ ابوالانبیاء ہیں آپ یہودیت، مسیحیت اور اسلام تینوں ادیان میں عظمت کے بلند مرتبے پر فائز ہیں حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹوں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی مراتب سے نوازا حضرت اسحاقؑ کے دو بیٹے ہیں جن کے نام یعقوب اور عیسو ہیں پھر حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے ہیں :(۱) راؤبین (۲) شمون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) یساکر یہودہ (۶) زبولون (۷) یوسف (۸) بنیامین (۹) دان (۱۰) نفتالی (۱۱) جار (۱۲) اشیر ۶

حضرت یعقوبؑ کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ حضرت عیسیٰ ابنِ مریم پر ختم ہو جاتا ہے جہاں تک حضرت اسماعیلؑ کا تعلق ہے تو وہ حضرت محمد ﷺ کے جدِ اکبر ہیں اور عرب الحجاز کے مورثِ اعلیٰ ہیں عرب الحجاز اپنی نسبت حضرت اسماعیلؑ کی اولاد نابت اور قیدار سے کرتے ہیں ۷ حضرت ابراہیمؑ کی نسل کی دو بڑی شاخیں ہوئیں ایک حضرت اسماعیلؑ کی اولاد جو عرب میں رہی قریش اور عرب کے بعض دوسرے قبائل کا تعلق اسی شاخ سے تھا جو عرب قبیلے نسلاً حضرت ابراہیمؑ کی اولاد نہ تھے وہ بھی چونکہ ان کے پھیلائے ہوئے مذہب سے کم و بیش متاثر تھے اس لئے وہ اپنا سلسلۂ نسل اسی سے جوڑتے تھے دوسرے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کا نام چونکہ اسرائیل تھا اس لئے ان کی نسل بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی ۸ اپنی موت سے پہلے اسرائیل (حضرت یعقوبؑ) نے حضرت یوسفؑ کی اولاد کو اپنے بیٹوں کے ساتھ یہ کہ کر شامل کر لیا تھا کہ (تیرے دونوں بیٹے جو ملک مصر میں آنے سے پہلے پیدا ہوئے...... میرے بھی ہیں روبن اور شمون کی طرح...... افرائیم اور منسی بھی میرے ہوں گے اور جو اولاد ان کے بعد تجھ سے ہوگی وہ تیری ٹھہرے گی...... پر اپنی میراث میں اپنے بھائیوں کے نام وہ لوگ نامزد ہوں گے) ۹ اس طرح افرائیم اور منسی کو شامل کر کے حضرت یعقوب کے چودہ بیٹے بن گئے حضرت یوسفؑ کے ہاں منسی اور افرائیم کے بعد کوئی اولادِ نرینہ پیدا نہ ہوئی اس لئے حضرت یوسفؑ کے نام

سے کوئی قبیلہ نہ بنا اس سے حضرت یوسفؑ کے علاوہ حضرت یعقوبؑ کے گیارہ بیٹوں اور حضرت یوسفؑ کے دو بیٹوں افرائیم اور منسی کے ناموں سے مصر میں بنی اسرائیل کے تیرہ قبیلے بن گئے حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں جب انہوں نے لاوی کے قبیلہ کو مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے باقی بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا تو بنی اسرائیل کے بارہ قبائل رہ گئے۔۱۰

یوسف ظفر لکھتے ہیں:

حضرت اسحاقؑ ساٹھ برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جڑواں بیٹے عیسو اور یعقوب عطا کئے اسحاقؑ عیسو کو چاہتے تھے مگر آپؑ کی بیوی کو یعقوب زیادہ عزیز تھے حضرت یعقوبؑ کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے جو اسراء (عبد) ایل (اللہ) سے مرکب ہے عربی میں اس کا ترجمہ عبداللہ کیا جاتا ہے اور یہود و نصاریٰ کے قدیم خاندان اسی نسبت سے منسوب ہیں آپ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے بڑے بیٹے کا نام یہودا اور سب سے چھوٹے کا نام بنیامین تھا۔۱۱ ابوحیان نے لفظ اسرائیل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے (اســـــم عجمی ممنوع العرف للعلمیۃ والعجمیۃ و قد ذکر وانه، مرکب من اسراء اوھوا لعبد اھل اسـم مـن اسـمـاء اللہ تـعـالـیٰ فکانه ابداللہ و ذٰلک با للسانِ العبرانی فیکون مثل جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل)۱۲ اسرائیل غیر عربی نام ہے اسرا کے معنی عبد کے ہیں اور ایل اللہ کے ناموں میں سے ہے اسرائیل کے معنی (اللہ کا بندہ) کے ہیں اور عبرانی زبان میں یہ نام ان ناموں کی طرح استعمال ہوا ہے جیسے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل وغیرہ۔ قاموس الکتاب میں اسرائیل مختلف معنوں میں بیان ہوا ہے (۱) حضرت یعقوبؑ کے لئے (۲) اس کی اولاد یعنی عبرانیوں کے ۱۲ قبیلوں کے لئے (۳) شمال کے دس قبیلوں کے لئے جن میں افرائیم پیش پیش تھا ۱۳ الکشاف...... میں اسرائیل کا معنی و مفہوم اس طرح سے بیان ہوا ہے (اسرائیل کے معنی اللہ کا برگزیدہ بندہ کے ہیں ''آل یا ایل'' عبرانی اسمائے باری تعالیٰ میں سے ہے اور اس کے معنی عبد یا برگزیدہ کے ہیں یعنی نیک اور صالح بندہ)۱۴ قرآن میں اسرائیل کا لفظ سورۃ آل عمران میں آیا ہے...... (کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰی نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ)۱۵ یہودیہ فلسطین کے ایک حصے جس میں یہودا اور بنیامین کی نسل آباد ہوئی کا نام تھا اسی وجہ سے یہاں کے رہنے والے یہود کہلائے یہ لوگ نسلی اعتبار سے بنی اسرائیل ہیں لیکن تمام بنی اسرائیل یہودی نہیں اگرچہ بعد ازاں بنی اسرائیل اور یہود ہم معنی استعمال ہونے لگے لیکن عرفِ عام میں انہیں یہود سے الگ نہیں کیا جا سکتا تاہم اس سے مراد حضرت موسیٰ کی شریعت کو ماننے والے لوگ ہیں مگر چونکہ مذہب کی تعلیمات

صرف اور صرف آلِ یعقوب تک محدود ہیں اس لئے لفظ یہود ان کے نسلی گروہ تک محدود رہ گیا عہد نامہ عتیق کے لحاظ سے حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ ......اسحاقؑ کے دو بیٹے تھے جن میں بڑے کا نام عیسو تھا جو اسماعیلؑ کا داماد تھا اور چھوٹے کا نام یعقوبؑ ......انھی کا دوسرا نام اسرائیل تھا یہ لفظ عبرانی تھا۱۶ احمد حسن محدثؒ کا بیان ہے: (اسرائیل اور یہود حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو کہتے ہیں) علامہ آلوسی بغدادیؒ نے بھی یہی کہا ہے: کہ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے......(**اسرائیل اسم اعجمی وقد ذکر وانه مرکب من ایل اسم من اسماءِ تعالی و اسراوہ وَ العبد والصفة اوالانسان اوالمهاجر اوھولقب سید نا یعقوبؑ**)(۱۷)......معارف القرآن میں اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام بیان ہوا ہے......(اسرائیل یعقوبؑ کا دوسرا نام ہے بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے نام متعدد نہیں صرف حضرت یعقوبؑ کے دو نام ہیں)(۱۸) تفسیرِ خازن میں بھی یہی بیان ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوبؑ ہی ہیں اس پر مفسرین کا اتفاق ہے......(**اتفق المفسرون علی ان اسرائیل هو یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم علیهم اجمعین و معنی اسرائیل عبدالله و قیل صفوة الله والمعنی باولادِ یعقوب**......)۱۹ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیمؑ ہیں اور اس کے معنی عبداللہ اور اس کو صفوۃ اللہ اور اولادِ یعقوب کہتے ہیں: علامہ جلال الدین سیوطیؒ حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل ہونے کی وجہ......حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ذریعہ سے بتاتے ہیں:''**عن ابنِ عباسؓ قال کانت الانبیاء بنی اسرئیل الاعشرہ نوح وهود و صالح و لوط و شعیب و ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و محمد ﷺ علیهم السلام ولم یکن من الانبیاء من له اسمان الااسرائیل وعیسی فااسرائیل یعقوب و عیسی والمسیح**''۲۰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:''سوائے دس انبیاء کے باقی تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں اور وہ دس یہ ہیں نوح، ہودؑ، صالحؑ، لوطؑ، شعیبؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، اور حضرت محمد ﷺ علیہم اجمعین اور سوائے اسرائیلؑ اور عیسیٰؑ کے کسی بھی نبی کے دو نام وارد نہیں ہوئے اور ان کے دوسرے نام یعقوب اور مسیح ہیں۔تاریخ بائبل میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے فرشتے سے کشتی کی اس وجہ سے اس کا نام اسرئیل رکھا گیا......''اسرئیل کے معنی ہیں''خدا کا فتح مند شہزادہ''اور مقامِ فینایل پر اس نے فرشتے سے کشتی لڑی جہاں وہ مغلوب رہا اور غالب بھی آیا ۲۱ تفسیرِ نعیمی میں حضرت یعقوبؑ کے اسرائیل ہونے کی وجہ تسمیہ ان کی فرشتے سے لڑائی بیان کی گئی ہے......''ایک دفعہ حضرت اسحاقؑ عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوئے اور حضرت یعقوبؑ کو دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا اچانک ایک مقرب فرشتہ انسانی شکل میں آیا اور اسحاقؑ کی

ملاقات کا مشتاق ہوا آپ نے منع کیا مگر وہ نہ مانا انہوں نے اسے جبراً روکا حضرت اسحاقؑ دروازے کا شور سن کر باہر آئے تو دیکھا کہ حضرت یعقوبؑ فرشتے سے جھگڑا کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا:

برخوردار یہ فرشتہ مقرب ہے اور فرشتے سے معذرت کی کہ انھوں آپ کو پہچانا نہیں اس نے یعقوبؑ کی بہت تعریف کی اور فرمایا اسی طرح حقِ خدمت ادا کرنا چاہیے اور فرمایا ہماری طرف سے اس کا نام اسرائیل رکھو۔ بنی اسرائیل سے مراد اولادِ یعقوب ہیں قرآنِ مجید میں بنی اسرائیل کا ذکر اولادِ یعقوب کے لئے آیا ہے جامع البیان فی تفسیر القرآن میں ہے: ''**عن ابنِ عباس قوله' یا بنی اسرائیل قالَ ابو جعفر بقوله جل ثنا لوئه یا بنی اسرائیل قال یا اهل الکتا ب للاحبارِ من الیهودِ قالَ ابو جعفر بقوله جل ثنا لو ہ' یا بنی اسرائیل یا ولد یعقوب بن اسحاقؑ بن ابراهیم خلیل الرحمن مکان یعقوب یدی اسرائیل وانماخا طب الله جل ثنالو ہ بقو له یا بنی اسرائیل احبا ر الیهود من بنی اسرائیل الذین کانوا بین ظهرانی مهاجررسول الله ﷺ فنسبهم من ذکر انی یعقوب کما نسب ذریة آدم فقال بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ۲۲**''

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد (یا بنی اسرئیل) سے مراد (یا اھل الکتاب) ہے مطلب یہ کہ یہود کے خاص علماء میں سے۔امام ابو جعفر کہتے ہیں (یا بنی اسرائیل) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد اور حضرت یعقوب ''اسرائیل'' کے لقب سے پکارے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان (یا بنی اسرائیل) میں یہود کے علماء کو خطاب کیا ہے جو کہ اللہ کے رسول کے ہجرت کے وقت مدینہ میں موجود تھے تو اللہ نے انھیں حضرت یعقوب کی طرف منسوب کیا جس طرح اولادِ آدم کو حضرت آدم کی طرف ......اپنے اس فرمان میں منسوب کیا ہے اے ابنِ آدم ہر مسجد کے پاس طھارت کا انتظام کرو'' کتابِ مقدس میں بھی واضح بیان ہے کہ ''حضرت یعقوبؑ کی نسل واقعی بنی اسرائیل یعنی یعقوبؑ کی اولاد کہلائے'' ''یعقوب کے صُلب جو لوگ پیدا ہوئے اور اس کے ساتھ مصر آئے اس کی بہوؤں کو چھوڑ کر شمار میں چھیاسٹھ تھے اور یوسف کے دو بیٹے جو مصر میں پیدا ہوئے سو یعقوب کے گھرانے کے جو لوگ مصر میں آئے وہ سب مل کر ستر ہوئے ۲۳ جب کہ توراۃ میں ہی ایک اور جگہ بیان ہے......''حضرت یعقوب نے خدا کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی زندگی اس کے سپرد کی تو اسے فتح حاصل ہوئی اور خدا نے ان کا نام بدل کر اسرئیل (عبرانی......سیسرائیل) رکھا جس کا مطلب ہے کہ خدا کے ساتھ اس نے زور آزمائی کی اور وہ غالب رہا'' ۲۴ حضرت یعقوبؑ کا ذکر قرآنِ مجید میں سولہ مقامات پر آیا ہے......

(البقرہ۲:۱۳۲،۱۳۳،۱۳۶،۱۴۰) (آل عمران ۳:۸۴) (النساء۴:۱۶۳) (الانعام۶:۸۴) (ھود ۱۱:۱۷) (یوسف۱۲:۶،۳۸،۸۶) (مریم۱۹:۶،۴۹) (الانبیاء۲۱:۷۲) (العنکبوت۲۹:۲۷) (ص ۳۸:۴۵)

قرآنِ حکیم کے مطابق بھی بنی اسرائیل سے مراد اولادِ یعقوب یا بعد ازاں یہود و نصاریٰ ہیں بنی اسرائیل اصل میں دو گروہوں میں منقسم تھے جن میں حضرت ابراہیمؑ کا وہ خاندان جوان کے پوتے یعقوبؑ بن اسحاقؑ سے تھا بنواسرائیل کہلاتا ہے اسی لئے نسلی یہود اور نصاریٰ کے قدیم خاندان اسرائیلی کہلاتے ہیں چونکہ عیسیٰؑ بنواسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے ایک گروہ ان پر ایمان لایا جو نصاریٰ یا حواری کہلائے اور دوسرے گروہ نے انھیں رسول ماننے سے انکار کر دیا اور یہودیت پر قائم رہا لہذا وہ سب یہودی کہلائے قرآنِ حکیم میں اس قوم کے لئے ھوداً الیہود[۲۵] یہود[۲۶] یا ھوداً[۲۷] (صیغہ جمع)

یٰبنی اسرائیل[۲۸] ''الذین ھادوا''[۲۹] (اے وہ لوگو جو یہودی بن گئے ہو) کے الفاظ آئے ہیں اگرچہ یہودی کی اصطلاح یا تو قدیم سلطنت یہودا کے باشندوں یا یہودا بن یعقوب کی اولاد یا مذہب یہود کے حامل شخص کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور بنی اسرائیل (اولادِ یعقوب) کا لفظ وسیع تر مفہوم رکھتا ہے اور حضرت اسرائیل کے تمام بیٹوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تاہم عام طور پر اس سے مراد حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو ماننے والے لوگ ہیں مگر چونکہ یہودی مذہب کی تعلیمات فقط اولادِ یعقوبؑ تک محدود رہی ہیں اس لئے یہ لفظ ایک نسلی گروہ کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے[۳۰] ''حضرت یعقوبؑ کی وصیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے سارے بنی اسرائیل نے یہودا کی نسل کے حکام کے احکام کی ایک عرصہ تک فرمانبرداری کی لیکن حضرت سلیمانؑ کے بعد ایک شخص نے بغاوت کی اس کے ساتھ دس سے بارہ قبائل مل گئے باقی دو نے رجعام بن سلیمان کو تسلیم کیا رجعام بن سلیمان کے تابع یہ دو قبائل یہود کہلانے لگے اور باقی دس قبیلے اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئے بعد ازاں پوری قوم یہود کہلانے لگی''[۳۱] ھاد کے معنی رجوع اور تاب کے ہیں یہود کو یہود اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت یہ موسیٰؑ کی امت ہیں ان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے تورات نازل کی گئی جو پہلی منزل من اللہ کتاب تھی اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ پر جو کچھ نازل ہوا وہ کتاب نہیں بلکہ صحیفے تھے[۳۲] بائبل میں یہود کو بیان کرنے کے لئے تین اصطلاحات بیان کی گئی ہیں (۱) بعض حصوں میں انھیں ''عبرانی'' کہا گیا ہے عبرانی لوگ ''عبد'' کی نسل[۳۳] سے ہیں اسی وجہ سے عبرانی بزرگ یوسف[۳۴] کو ''عبدی'' اور بنی اسرائیل کو بحیثیت قوم ''عبرانیوں'' کہا گیا ہے[۳۵] (۲) دوسری اصطلاح بنی اسرائیل ہونے کی وجہ سے اسرائیلی ہے بنیادی طور پر لفظ اسرائیل یعقوبؑ کا نام ہے[۳۶] جو یہود کی شناخت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور بطور اصطلاح بنی اسرائیل کیلئے مستقل بائبل مقدس میں بیان کردہ ہے (۳) تیسری اہم اصطلاح ''یہودی'' ہے[۳۷] موسیٰ

کے بعد دین کی تحریف کر کے اسے یہودیت کا نام دیا گیا۔

یہود کی تاریخ مندرجہ ذیل ادوار میں منقسم ہے...... پہلا دور: جس کو ہم Bibilical History کے مطابق ''Patrioricalage'' کہہ سکتے ہیں اس میں مندرجہ ذیل ہستیاں شامل ہیں ؛ ☆ ابراہیمؑ جن کا دور لگ بھگ ۲۰۰۰ ق م سے ۱۸۲۵ ق م تک ہے ☆ اسحاقؑ کا دور ۱۹۰۰ سے ۱۷۲۰ ق م تک ہے ☆ حضرت یعقوبؑ کا دور لگ بھگ ۱۸۴۰ سے ۱۷۰۰ ق م تک ہے...... یعنی حضرت ابراہیمؑ سے حضرت موسیٰ تک کا دور پیٹریاکس/patriax کا زمانہ کہلاتا ہے بنی اسرائیل کا داخلہ حضرت یوسفؑ کے دور سے شروع ہوتا ہے اور یہ دور تقریباً ۱۷۵۰ ق م سے ۱۶۴۰ ق م تک ہے اس زمانہ میں بنی اسرائیل کو ہر طرف سے سکون تھا یوں یہ عرصہ گولڈن پیریڈ ہے مصر میں الگ علاقہ ''جشن'' میں بنی اسرائیل سکونت اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ مصری بت پرستی اور بداخلاقیوں سے محفوظ رہ سکیں اس دور میں بنی اسرائیل شہری عادات وخصائل سے بھی محفوظ رہے اور اپنی شجاعانہ اور بدویانہ زندگی کو بھی نہ بھولے یوں بنی اسرائیل مصر میں پھلے پھولے' وفاتِ یوسفؑ کے بعد جب ملک میں بادشاہت دوسرے خاندان میں چلی گئی تو مصر میں بنی اسرائیل کی غلامی کا دور شروع ہو گیا دوسری سامی اقوام کی طرح عبرانی قوم کا وطن بھی عرب تھا جو تقریباً ۱۷۵۰ ق م سے یہ لوگ کنعان آکر آباد ہونا شروع ہوئے اور مختلف اوقات میں مختلف اطراف سے قبیلوں کی صورت میں آکر ۱۲۰۰ ق م تک وہ کنعان و فلسطین میں پوری طرح آباد ہو گئے یہودی روایت یہ ہے کہ انھیں حضرت ابراہیمؑ کلانیوں کے پایہ از حکومت سے نکال لائے پہلے وہ فلسطین میں ٹھرے پھر مصر چلے گئے جہاں انھیں غلام بنالیا گیا آخر کار حضرت یوسفؑ نے انھیں اس غلامی سے نجات دلائی اور موسیٰ دیشوں کی سرکردگی میں تقریباً ۱۳۰۰ ق م میں وہ مصر چھوڑ کر کنعان آگئے عبرانی قوم سے تقریباً ۱۰۰۰ سال پہلے کنعان میں ایک دوسری قوم سامی النسل آباد تھی جسے کنعانی کہتے ہیں یہ عبرانیوں سے کہیں زیادہ متمدن تھے ان کا اپنا مذہب تھا اپنی حکومت تھی یروشلم ان کا دارالحکومت تھا عبرانی بہت جلد کنعانیوں میں گھل مل گئے اور ان کی تہذیب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا فلسطین میں ایک دوسری قوم بھی آباد تھی جو فلسطینی کہلاتی تھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ کریٹ سے ہجرت کر کے آئے تھے فلسطینی فتوحات نے یہودیوں کو متحد کر دیا اور ۱۰۰۰ ق م انھوں نے حضرت صالحؑ کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا ان کے دوسرے بادشاہ نے یروشلم کو کنعانیوں سے چھین لیا جو اس دن سے آج تک فلسطین کا دارالحکومت ہے حضرت سلیمانؑ نے جو داودؑ کے بیٹے تھے یروشلم کا ہیکل بنوایا اور اس کی تعمیر پورا کرنے کے لئے بھاری ٹیکس لگائے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمانؑ کے بیٹے ریہوم (۹۳۰ ق م) کے زمانہ میں دس شمالی قبیلوں نے اپنی علیحدہ ریاست قائم کر لی جو حکومتِ اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی ان کا دارالحکومت

سماریہ تھا دو جنوبی قبیلوں نے یہودا کی ریاست بنائی جس کا دارالحکومت یروشلم برقرار رہا ۸۵۰ ق م میں فرعونِ مصر شیشاک نے ہیکل سلیمانی کو لوٹا اور ۷۴۴ ق م میں اسرائیل کی زرخیزی اور دولت کی فراوانی نے آشوری حکمران سادر گون کو حملہ کرنے پر اکسایا وہ اس کے کل باشندوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور یہ پتہ نہ چلا کہ اسرائیل کے دس قبیلے کہاں گئے وہ اور ان کی حکومت صفحہ تاریخ سے ہمیشہ کے لئے غائب ہوگئی اسرائیل کے بعد یہودا کی باری آئی ۵۸۶ ق م کلدانی حکمران تخت نو نے حملہ کیا اور یروشلم کو مسمار کر کے وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر بابل لے گیا ۵۳۹ ق م ایرانی بادشاہ سائرس (syrus) نے بابل پر قبضہ کر کے کلدانی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہودیوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی اس کے بعد سے یہ قوم کبھی تو ایرانیوں کے ماتحت رہی اور کبھی یونانیوں کی......حتی کہ ۷۰ء میں یروشلم کو رومی حکمران ٹائٹس (TITUS) نے مسمار کر کے یہودی ریاست کا خاتمہ کر دیا تب سے یہودیوں کو ابھرنے کا موقعہ نہ ملا بہر حال وہ زندہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ ۳۸

اسی حوالے سے سید مودودیؒ لکھتے ہیں: ''حضرت موسیٰ سے قبل بنی اسرائیل کی تاریخ تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی بائبل اور تورات بھی اس پر کوئی خاص روشنی نہیں ڈالتی اور نہ مصر کی قدیم تاریخ اور اثرات سے اس معاملہ میں کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں'' ۳۹

یہودیت اور یہودیوں کے بارے میں ڈاکٹر ذاکر نائیک بیان کرتے ہیں: ''یہودیت بڑے سامی مذاہب میں سے ایک ہے اس مذہب کے پیروکار یہودی کہلاتے ہیں اور یہودی حضرت موسیٰ کی نبوت پر یقین رکھتے ہیں'' ۴۰

یہودیت کی تعریف فلسفۂ مذہب میں یوں کی گئی ہے: ''یہودیت اہلِ یہودا کا قدیم مذہب تھا عہد نامہ عتیق یہودیت کا مرکزی ماخذ ہے یہودیت نے فطرت کی دہشت زدہ عبارت سے فطری انداز میں ترقی پائی اور کثرت پرستی سے وحدانیت کی طرف آئے کچھ محققین کے مطابق یہودیت دو مذاہب عیسائیت اور اسلام کا مرکب ہے'' ۴۱

آرای ہیوم اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتا ہے:

"The sacred scriputuros of Judaism are a collection of twenty four documents' arranged in three groups known as the law' the prophets and the writings.These docments have become more widly known as the Old Testament of Christianity.where they have arranged into thirty nine books.These sacred scriptures

represents a litrary actitivity of perhaps ten centuris.The orthodox Jews regard as peculiarly sacred the first five books or the law (Torah) which deals with the origion of the world' their nation and their religion.(42)

یہودیت ایک الہامی مذہب ہے جو سامی نسل کے لوگوں پر نازل ہوا یہودیت کے آغاز کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قومِ عبران جب مصر میں فرعون کے زیرِ تسلط تھی تو اللہ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ کے ذریعے انہیں نیکی کی تلقین کی اور انہیں دینِ ابراہیم کی اصل تعلیمات کی طرف واپسی کی دعوت دی ...... یہودیت کے بھی بہت سے فرقے ہیں جن میں یہودیت کی اصل تعلیمات کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے اگر چہ یہودیت بنیادی طور پر ایک نسلی مذہب ہے لیکن اب اس کے ماننے والوں میں ہر رنگ و نسل کے لوگ شامل ہیں یہودیت میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو فضیلت اور برتری حاصل ہے اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت ابراہیمؑ سے جو وعدہ کیا تھا کہ ایک بڑی قوم کے باپ ہوں گے تو اس وعدے کی تکمیل حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) کے ذریعے ہوئی حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے حضرت یوسفؑ کو نبی کا درجہ حاصل ہے یہودیوں کی مقدس کتاب ''توریت'' ہے جسے عہد نامہ قدیم بھی کہا جاتا ہے یہ بنیادی طور پر اخلاقی قصوں اور کہانیوں پر مشتمل ہے جس کا مقصد انسان کی اصلاح اور سیدھا راستہ دکھانا ہے۔توریت حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی اور انہیں کے دور میں یہودیت نے باقاعدہ مذہب کی شکل اختیار کر لی۔۴۳

بعد ازاں یہود متحد نہ رہ سکے اور ان کی علیحدہ ریاستیں وجود میں آئیں۔

''حضرت سلیمانؑ کے بعد یہودی زیادہ دیر متحد نہ رہ سکے بہت جلد ان کی علیحدہ علیحدہ مملکتیں یہودا اور اسرائیل وجود میں آگئیں جو دونوں آپس میں برسرِ پیکار رہتی تھیں''۴۴

جبکہ یہودی مذہب کو آغازِ ادیان کی بنیاد بھی کہا جاتا ہے۔

اس ضمن میں احمد عبدا للہ المسدوسی لکھتے ہیں:

''یہودی مذہب ان دو عظیم الشان مذاہب کا پیش رو ہے جو کرۂ ارض کے بیشتر حصوں پر پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی تعلیمات میں ابراہیمی مذہب کے اصول اور عقائد بھی پائے جاتے ہیں جن پر یہودی مذہب کا بڑی حد تک دارومدار ہے''۴۵

اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں یہود اور یہودیت کا تعارف ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

''یہود ایک قوم ہے جو بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے موسیٰ بھی بنی اسرائیل سے تھے اور فرعون کے گھر میں پلے بڑھے تھے اس کے بعد بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ طور کی طرف چلے گئے اور وہاں تقریباً ۴۰ برس تک ٹھرے اسی مدت میں حضرت موسیٰ پر کتاب نازل ہوئی جب حضرت موسیٰ فوت ہوئے تو ان کے بعد حضرت یوشعؑ نبی ہوئے اور کنعان کو فتح کر کے وہاں رہنے لگے پھر بنی اسرائیل میں قاضی مقرر ہوئے جو احکام کا فیصلہ کرتے تھے بعد ازاں ان میں فتنے اور فساد پیدا ہونے لگے جن کی وجہ سے ان میں بادشاہ مقرر ہوئے پہلے بادشاہ طالوت' پھر داؤدؑ اور پھر سلیمانؑ ہوئے اس کے بعد یہود کی دو سلطنتیں ہوگئیں ایک مملکتِ یہود اور دوسری مملکتِ بنی اسرائیل۔ پہلی ۳۸۹ برس رہی اور دوسری ۲۵۵ برس رہی بابلیوں اور آشوریوں ان دونوں سلطنتوں کا نشان مٹا دیا یہود کے من حیث الدین چار فرقے ہیں ربانی' قراؤن' عنانیہ اور سمرہ......اصل میں سمرہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے جب کہ وہ بعد میں یہودی ہوتے ہیں۔''[۴۶]

یوسف ظفر اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں:

''یہ فخر اسی قوم کو حاصل ہے کہ اس کے گھر سے دو عظیم مذہب...... یہودیت اور نصرانیت ظہور پذیر ہوئے اور یہ وہی گھر ہے جسے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے دوسرے فرزند حضرت اسحاقؑ کے نور نے روشن کیا لیکن یہ جہالت بھی اسی قوم کے حصے میں آئی کہ اس نے پیغامِ ربانی کے ارتقائی سلسلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اپنے جدِ امجد حضرت اسحاقؑ کو آپ کے سوتیلے بھائی حضرت اسماعیلؑ پر فوقیت دینے کے لئے تورات میں تحریفات کیں اور یوں نبی اکرم ﷺ پر مکمل ہونے والے دینِ مبین سے منکر ہو کر اس کی ابتدائی کڑی ہی کے مجاور بن گئے''[۴۷]

چنانچہ بحث کو سمیٹتے ہوئے یہودیت کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو توحید خالص پر یقین رکھتا ہے اور اس عقیدے کے عملی زندگی پر اثرات کو تسلیم کرتا ہے۔

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

''انبیاء میں سے کوئی یہودی نہ تھا اور نہ ہی ان کے زمانے میں یہودیت پیدا ہوئی یہ مذہب اس نام کے ساتھ بہت بعد کی پیداوار ہے یہ اس خاندان کی طرف منسوب ہے جو حضرت یعقوبؑ کے چوتھے بیٹے یہودا کی نسل سے تھا یہودا کی نسل کے غلبہ کی وجہ سے یہودی کے الفاظ کا اطلاق ہونے لگا اس مذہب کے اندر کاہنوں' ربیوں اور احبار اپنے اپنے خیالات ونظریات اور رجحانات کے مطابق عقائد ورسومات اور مذہبی ضوابط کا جو مسودہ برس ہا برس میں تیار کیا اس کا نام یہودیت ہے یہودی اپنی نسل کے اعتبار سے بنی اسرائیل

ہیں۔"۴۸

جبکہ یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے چہیتے اور منتخب بندے ہیں اور خدا سے ان کا تعلق خصوصی نوعیت رکھتا ہے یہ غلط سہی مگر بالکل بے بنیاد نہیں ......اسرائیلی کون تھے؟ بائبل کا کہنا ہے کہ یہ لوگ میسوپوٹیما سے آئے' کچھ عرصہ کے لئے کنعان میں آباد ہوئے لیکن ۱۷۵۰ ق م کے قریب قحط سے پریشان ہو کر ان کے بارہ قبیلے مصر کو ہجرت کر گئے مصر میں آ کر وہ خوب پھلے پھولے اور خوش حال ہو گئے۔۴۹

حضرت یعقوبؑ کا نام عبرانی زبان اسرائیل تھا اسرائیل کا مطلب ہے "اللہ کا بندہ"......لیکن یہودیوں کے ہاں اس کا مفہوم درج ذیل ہے؛

" He who striveth with God ....."He wresled with God:" (50)

جن دوسری قوموں نے ان کا دین قبول کیا انھوں نے یا تو اپنی انفرادیت ان کے اندر گم کر دی وہ نسلاً تو ان سے الگ رہے مگر مذہباً ان کے مطیع رہے اس شاخ میں جب پستی و تنزل کا دور آیا تو پہلے یہودیت پیدا ہوئی اور پھر عیسائیت نے جنم لیا۔۵۱

دراصل وقت کے ساتھ ساتھ یہودیت کی تاریخ اُن کی مادی قوت' رقابت و مسابقت' دولت کی ہوس' نسلی غرور' اقتدار پرستی اور قومی تکبر کی تاریخ میں ڈھل گئی یہ ذہنیت یہود کی مذہبی کتابوں ان کے ادب و لٹریچر' ان کی ایجادات و اختراعات' ان کے انقلاب و تحریکات اور افکار و خیالات ہر چیز سے عیاں ہے اور نرم دلی' تواضع' ضبطِ نفس' خود شکنی و دنیاوی زندگی سے بے رغبتی' اللہ تعالی سے ملاقات کا شوق' آخرت کی طلب اور انسانیت پر رحم و شفقت کا کوئی جذبہ ان کے قومی نظام میں نہیں پایا جاتا ہے۔۵۲

رابرٹ وینڈی ویئر بیان کرتا ہے:

یہودی نسل کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ نے ۱۹۰۰ ق م میں اس وقت کی جب وہ اپنے آباؤ کی سرزمین میسوپوٹیما (موجودہ اعراق) سے نکل کر نقل مکانی کر کے مغرب کی جانب نکل گئے ان کی اولاد ایک قوم بنی اور اس نے بحیرۂ روم کے کنارے کنعان کی سرزمین کو فتح کر کے وہیں بس گئی.....حضرت ابراہیمؑ ایمان رکھتے تھے کہ خدا ان کی راہنمائی کرتا ہے اور عبرانی یقین رکھتے تھے کہ خدا نے انھیں اس دنیا کی تاریکیوں کو دور کرنے کے منتخب کیا ہے انھوں نے یروشلم کو اپنا مرکز بنایا اور وہاں دو دفعہ ہیکل تعمیر کیا۔یروشلم میں یہودیوں نے دوسری بار جب ہیکل تعمیر کیا تو یہ ہیکل سترہ عیسوی میں تباہ کر دیا گیا ہیکل کی تباہی کے بعد یہودی یورپ اور مشرقِ قریب میں منتشر ہو گئے یہودی دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے انھوں نے اپنے قدیم رسم و رواج اور

ثقافت کو برقرار رکھا انھوں نے کبھی اس بات کو فراموش نہ کیا کہ وہ خدا کے منتخب کردہ بندے ہیں ۱۹۴۷ء یہودیوں نے اپنے آباؤاجداد کی سرزمین پر دوبارہ اسرائیلی ریاست کو قائم کیا حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ابتدائی حواری یہودی تھے اور عیسائی عبرانی انجیل کو عہدِ عتیق کا نام دیتے ہیں مسلمان بھی حضرت محمدﷺ سے پہلے عبرانی پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اس طرح دنیا کے یہ دونوں عظیم ترین مذاہب یعنی عیسائیت اور اسلام بھی یہودیت کی طرح الہامی مذاہب ہیں۔۵۳

یہودی قوم تاریخ میں اس لئے اہم ہے کیونکہ سیاسی اتار چڑھاؤ اور تبدیلیوں کی وجہ سے سب سے زیادہ اس نے اذیتیں، تکالیف اور عذاب سہے ہیں خاص طور پر ہجرت کے مصائب سے سب سے زیادہ وہی دوچار ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ اپنی شناخت کو برقرار رکھنے کا جذبہ سب سے زیادہ گہرا انہی میں ہے کیونکہ کوئی بھی جماعت، قبیلہ یا قوم جب اپنی سرزمین سے جلاوطن کردیا جائے تو دوسری سرزمین میں وہاں کی اکثریتی جماعت میں اس کے ضم ہونے کے مواقع بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ افراد اپنے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے اپنے مذہب اور ثقافتی روایات کو چھوڑ کر جہاں انھوں نے پناہ لے لی ہے وہاں کے حالات سے سمجھوتہ کرلیتے ہیں اس لئے ایسے یہودیوں کی تعداد کافی ہے کہ جو اسلامی معاشروں میں مسلمان ہوگئے یا عیسائیوں میں عیسائی......مگر اس کے باوجود یہودیوں نے بحیثیت ایک قوم اور جماعت کے اپنی مذہبی شناخت کو برقرار رکھا ہے اپنی علیحدگی کو برقرار رکھنے میں ان کا اپنے مذہب اور اس کی سچائی اور حقانیت پر ایمان ہے اور ان کا عقیدہ کہ ان کی مذہبی روایات تبدیل ہونے والی نہیں ہیں یہ روایات جو حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوئیں اور حضرت اسحاقؑ وحضرت موسیٰؑ نے انھیں مستحکم کیا یہ روایات آج بھی باقی ہیں ان روایات کی نگہبانی کرنے والے ان کے مذہبی راہنما ''ربـــــی'' کہلاتے ہیں یہ ان روایات کا استحکام ہے کہ جو ماضی اور حال کے یہودیوں کو آپس میں ملاتا ہے یہ انھیں ایک سلسلے میں جکڑے ہوئے ہیں یہی اتحاد انھیں ہر قسم کے مصائب اور تکالیف کو برداشت کرنے پر تیار رکھتا ہے۔۵۴

چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ بنی اسرائیل سے یہود اور یہودیت تک ایک طویل سفر ہے جس کے آغاز سے اختتام تک تمام واقعات وحالات کٹھن، طویل اور صبر آزما مراحل سے گزر کر موجودہ حالت تک پہنچتے ہیں۔

خلاصۂ بحث:

حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا وہ ملکِ فلسطین میں آباد ہوا اور اسی کی نسل یہودی کہلائی یہودی یہود کے ہاں صرف وہ ہوسکتا ہے جو یہودی ماں کے بطن سے پیدا ہو اور وہی یہودی عظیم عبرانی پیغمبران

حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی مذہبی وراثت کا حقدار ہو سکتا ہے حالانکہ ان انبیاء میں سے کوئی بھی یہودی نہ تھا اور نہ ہی ان کی زمانے میں یہودیت پیدا ہوئی تھی......دراصل یہودیوں کی قومیت کی بنیاد ان کے مذہب اور نسل پر ہے وہ اپنی قومیت اور نسل سے باہر آنے کے لئے یا اپنا قومی تشخص چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتے ان کے نزدیک یہودی کہلانے کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو پیدائشی یہودی ہو اور یہود گھرانے میں پیدا ہوا ہو اہلِ یہود کے ہاں ان کے کاہنوں' ربیّوں اور احبار نے اپنے اپنے خیالات اور رجحانات کے مطابق عقائد و رسوم اور مذہبی روابط کا جو ڈھانچہ صدھا برس میں تیار کیا اس کا نام انھوں نے یہودیت رکھا یہ ڈھانچہ چوتھی صدی ق م سے بننا شروع ہوا اور پانچویں صدی ق م تک تیاری کے مراحل میں رہا اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ ربانی ہدایت کا بہت تھوڑا عنصر اس میں شامل رہا۔

اس لحاظ سے یہودیت ایک نسلی مذہب ہے لہذا اس میں غیر نسلی خون کی ملاوٹ کسی صورت نہیں ہو سکتی یہودی الہامی ہدایت سے عرصہ دراز تک فیضیاب ہوتے رہے لیکن بعدازاں ان میں جاہ پرستی اور دنیا طلبی کا جذبہ غالب آ گیا ان کا بطور الہامی مذاہب یہ موقف اور نقطہء نظر یہاں تک تو قابلِ قبول ہے لیکن وہ آہستہ آہستہ دوسری اقوام اور مذاہب کے ساتھ معاندانہ رویے' بغض و کینہ اور نفرت جیسے احساسات بھی رکھنے لگے جس سے دوسری اقوام سے آہستہ آہستہ دور ہونے لگے اور یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں......اس سے بہت آگے جا کر یہودی نہ صرف اپنے آپ کو دوسروں سے بلندتر اور فائق سمجھنے لگے اور دوسری غیر یہودی اقوام' مذاہب اور مملکتوں کو اپنے لئے نقصان دہ خیال کرنے لگے بلکہ ان کا یہ بھی مؤقف رہا ہے کہ دوسرے مذاہب ان سے نہایت کمتر اور حقیر ہیں چنانچہ ان پر تنقید جائز ہے انکے اس طرزِ فکر میں تبدیلی انکے قومیت پسندانہ خیال و تصور نے پیدا کی ہے قومیت پسندی کے رجحان نے انھیں آہستہ آہستہ خود غرض اور مفاد پرست بنا دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب ان کی زندگیوں سے نکل گیا اور اس کی جگہ ذاتیات نے لے لی یوں وہ اپنے نفس پرستانہ رویّوں کو مذہبی رنگ چڑھا کر پیش کرتے رہے' اور یہ بات تو ویسے ہی ان کے لئے زبان زدِ عام ہے کہ وہ قوم کے اندر ایک قوم ہیں لیکن وہ خود اس کی بڑی سختی سے تردید کرتے ہیں اور نہ صرف تردید بلکہ ان کی سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ ان کے خلاف معاندانہ رویہ رکھا جاتا ہے شاید اس کی وجہ انکا یہودیت پر شدید اصرار ہے وہ اپنی مظلومیت پر فخر کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ انھیں مذہبی ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ ان کا اصل مسئلہ مذہبی ہرگز نھیں بلکہ نسلی اور قومی ہے جس پر وہ آغاز سے قائم ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ ۲: ۴۷ (۲) الصفت ۳۷: ۷۷

(۳) ابنِ شفنۃ، محمد بن محمد، روض المناظر علم الاوائل والآخر، ص:۱۵۱، ج:۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۷ء

(۴) سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، ص:۱۵۱، ج:۱، حبیب پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء

(۵) ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ معہ نہایۃ البدایۃ والنہایۃ فی الفتن والملاحم، ص:۲۵۵، ج:۱، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۸ء

(۶) النجار، عبدالوہاب، قصص القرآن، ص:۱۴۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۴ء

(۷) عفیف عبدالفتاح طیارہ، الیہود فی القرآن، ص:۱۰۱، ۱۰۲۱، دار العلم للملایین بیروت، ۱۹۲۴ء

(۸) مودودیؒ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ص:۴۴-۴۱، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۵ء

(۹) پیدائش ۴۸: ۶، ۵ (۱۰) رانا، احسان الحق، یہودیت ومسیحیت، ص:۱۱۷، مسلم اکادمی، لاہور، ۱۹۸۱ء

(۱۱) یوسف ظفر، یہودیت، ص:۱۵-۱۶، نفیس پرنٹرز، لاہور، (س، ن)

(۱۲) ابوحیان، محمد بن یوسف، التفسیر الکبیر بالبحر المحیط، ص:۱۱۷، ج:۱، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۹۸۲ء

(۱۳) خیر اللہ، پادری، قاموس الکتاب، ص:۴۸۰، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، ۱۹۹۳ء

(۱۴) زمخشری، محمد بن عمر، الکشاف، ص:۱۳۰، ج:۱، دار الکتب العربی، بیروت، (س، ن)

(۱۵) آلِ عمران ۳: ۹۳ (۱۶) نعمانی، عبدالرشید، لغات القرآن، ص۹۰، ج:۱، عمر فاروق اکادمی، لاہور

(۱۷) آلوسی، سید محمود، البغدادی، روح المعانی، ص:۲۴۱، ج:۱، مکتبہ الرشیدیہ، لاہور، ۱۳۹۰ھ

(۱۸) محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ص:۱۴۶، ج:۱، ادارۃ المعارف کراچی

(۱۹) خازن، علاؤالدین، محمد بن ابراہیم، تفسیرِ خازن، ص:۴۷، ج:۱، دار الکتب العربیہ، مصر، ۱۳۲۷ھ

(۲۰) السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ص:۶۴، ج:۱، مکتبہ مطبعۃ مصطفیٰ، مصر

(۲۱) ڈین، ایس، پی، مترجمین: بی، ایم، مشتاق، محمد دین، خلاصہ تاریخ بائبل، ص:۴۸، آوازِ حق، لاہور، ۱۹۱۲ء

(۲۲) الطبری، محمد بن جعفر جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ص:۱۹۷، ج:۱، دار المعرفہ بیروت، لبنان، ۱۳۹۲ھ

(۲۳) پیدائش ۴۶: ۲۷-۲۲ (۲۴) پیدائش: ۳۲، ۲۸ (۲۵) البقرہ ۲: ۱۱۱ (۲۶) آلِعمران ۳: ۶۷

(۲۷) البقرہ ۲: ۱۱ (۲۸) البقرہ ۲: ۴۷ (۲۹) البقرہ ۲: ۶۲

(۳۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص:۳۵۵، ج:۱، دانش گاہِ پنجاب، لاہور

(۳۱) فتنہء یہود، عنصر بابری، ص:۱۹، مطبوعہ پریس، لاہور

(۳۲) عبدالکریم، الشہرستانی، الملل والنحل، ص:۲۱۰، ج:۱، مطبعہ حجازی بالقاہرہ، ۱۳۶۷ھ

(۳۳)پیدائش ۱۱:۱۰'۱۴:۱۳ (۳۴)پیدائش ۳۹:۱۷
(۳۵)پیدائش ۳۲:۲۸ (۳۶)خروج ۵:۳'۷:۱۶-۹'۱:۱۳ (۳۷)خروج ۴:۱۳
(۳۸)نیاز فتح پوری' خدا اور تصور خدا' تاریخ مذہب کی روشنی میں' ص۱۷۰-۱۷۴' آواز اشاعت گھر' لاہور' (س'ن)
(۳۹)مودودیؒ' تفہیمات' ص:۲۶' ج:۲' اسلامک پبلیکیشنز' لاہور' ۱۹۷۷ء
(۴۰)نائیک ؛ عبدالکریم' ڈاکٹر' ترجمہ: محمد زاہد ملک' خدا کا تصور مذاہب عالم میں' ص:۲۷' زبیر پبلشرز' لاہور' ۲۰۰۶ء
(۴۱)مہا تیرا مولیہ زنجن' (مترجم) یاسر جواد' فلسفہء مذاہب' ص: ' فکشن مذاہب' لاہور' ۲۰۰۱ء
(۴۲) R.E.Hume' The world's living Religions' P:171'Eden Berg' T#T Clark' 1927.
(۴۳)او'پی' گھٹی' (ترتیب و تدوین) عادل فراز' اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں' ص:۲۹'۳۰' اپنا ادارہ' لاہور
(۴۴)اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ' ص:۳۵۷' ج:۲۳' دانشگاہِ پنجاب' لاہور' ۱۹۸۹ء
(۴۵) المسدوسی' احمد عبداللہ' مذاہب عالم کا ایک معاشرتی و سیاسی جائزہ' ص:۳۹۵' مکتبہ خدام ملت' کراچی' ۱۹۹۴ء
(۴۶)مولوی محبوب عالم' اسلامی انسائیکلوپیڈیا' ص:۸۴۰' الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب' لاہور
(۴۷)یوسف ظفر' یہودیت' ص:۴'۳ ' مکتبہ داستان لمیٹڈ لاہور' مئی' ۱۹۸۲ء
(۴۸)مودودیؒ' تفہیم القرآن' ص:۴۹' ج:۵' ادارہ ترجمان القرآن' لاہور
(۴۹) کیرن آرم سٹرانگ' مترجم: طاہر منصور فاروقی' یروشلم' ص:۱۰' تخلیقات' لاہور' ۲۰۰۳ء
(۵۰) Dictionary of Biblical Theogy' P:258 Asion tranding coropration' Banglor'1987.
(۵۱)مودودیؒ' یہودیت ونصرانیت' ص:۱۹' البدر پبلیکیشنز' لاہور' ۱۹۷۲ء
(۵۲)ابوالحسن ندوی' معرکہ ایمان و مادیت' ص:۱۳' مجلس نشریاتِ اسلام' کراچی' ۱۹۸۱ء
(۵۳)رابرٹ' وین' ڈی دیئر' ترجمہ: ملک اشفاق' یہودیت (تاریخ' عقائد' فلسفہ)' ص:۱۱'۱۲ ' بک ہوم' لاہور' ۲۰۰۹ء
(۵۴)مبارک علی' ڈاکٹر' تاریخی اور مذہبی تحریکیں' ص:۸۸' فکشن ہاؤس' لاہور' ۱۹۹۸ء